ہوئے ہیں ماقل و دل عبارت میں اس خوبی کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں کہ حدیث کے متعلق انگریزی زبان میں نہایت ٹھوس، مفید، مستند اور معلومات افزا مواد بھی جمع ہو گیا ہے اور ساتھ ہی مستشرقین کے اعتراضات اور اُن کی نکتہ چینی کے جوابات بھی پیدا ہوتے چلے گئے ہیں۔ مآخذ کی فہرست پر نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ عربی میں حدیث سے متعلق کوئی مطبوعہ او رغیر مطبوعہ کتاب اور مستشرقین کی کوئی تصنیف غالباً ایسی نہیں ہے جو فاضل مصنف کی نظر سے بچ رہی ہو۔ یوں تو پوری کتاب ہی علم و تحقیق کا شاہکار ہے تاہم اس کا باب ششم خاص طور پر بڑا دلچسپ اور بعض نئی اور اہم معلومات پر مشتمل ہے۔ اس میں وضع حدیث کی ابتدا، طریق اسناد کی ابتدا اور اس کی تاریخ۔ فن کے ارتقاء میں خواتین کا حصہ۔ عہد بعد ان کے کارنامے، محدثین کی فتنۂ وضع حدیث کے انسداد کے لئے حیرت انگیز کوششیں۔ ان سب چیزوں پر بڑی فاضلانہ اور سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔ شروع میں ماخذ کی فہرست ہے اور ایک سو آٹھ کتابوں پر مشتمل ہے اور اس کے بعد مقدمہ ہے جس میں حدیث کی اہمیت و ضرورت اُس کی تشریحی حیثیت پر گفتگو کی گئی ہے اور گذشتہ دو سو برس میں مستشرقین نے اس سلسلہ میں جو کچھ لکھا ہے اُس کا جائزہ لیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں کتاب میں چند نادر مخطوطات اور اسانیدِ درس و روایت حدیث کے فوٹو بھی ہیں جو دنیا کی مختلف لائبریریوں سے بڑی محنت اور صرف زرِ کثیر کے بعد حاصل کئے گئے ہیں۔ غرضکہ علمی اور دینی دونوں حیثیتوں سے یہ کتاب فاضل مصنف کا بڑا اہم کارنامہ ہے۔ اُمید ہے کہ اہل علم و ارباب ذوق اس کا مطالعہ کر کے شاد کام ہونگے

تیرھویں صدی کے ہندوستان میں مذہب اور سیاست کے چند پہلو (انگریزی) از جناب خلیق احمد صاحب نظامی ریڈر شعبۂ تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڈھ۔ تقطیع کلاں، ضخامت ۴۵۰ صفحات۔ ٹائپ روشن قیمت مجلّد درج نہیں۔ شائع کردہ شعبۂ تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڈھ۔

گذشتہ چند برسوں میں ہندوستان کی تاریخ قرونِ وسطیٰ پر بڑی اچھی کتابیں شائع ہوئی ہیں لیکن جہاں تک مواد کی بہتات اس کی فراہمی اور تاریخ کے معروضی (Abjective) مطالعہ کا تعلق ہے یہ کتاب ان سب پر سبقت لے گئی ہے۔ کتاب دو حصوں پر منقسم ہے۔ پہلا حصہ جو پچاس صفحوں پر مشتمل ہے اس میں تاریخ کے عہد زیر بحث کے پس منظر کے طور پر اسلام کے ظہور، اس کے عالمگیر انقلابی اثرات۔ اسلام کا

قانونی۔ سیاسی۔ دینی اور روحانی نظام اور اُن کے اداروں ان سب پر مختصر مگر جامع گفتگو کی گئی ہے۔ اس کے بعد دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے جو دس ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں اس پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ ہندوستان میں ترکوں کی آمد کے وقت یہاں کے حالات کیا تھے؟ اور سیاسی، سماجی اور قانونی نظام کا خاکہ کیا تھا۔ دوسرے باب میں غوری حملہ سے قبل یہاں مسلمانوں کی آبادیاں، شمالی ہند میں غوری حملہ اس کی کامیابی کے وجوہ و اسباب، راجپوتوں کا طریق جنگ۔ غوری حملوں کی خصوصیات۔ شمالی ہند میں غوری قبضہ کی اہمیت وغیرہ پر بحث ہے۔ تیسرے اور چوتھے باب میں علی الترتیب سلاطین کے مذہبی اور سیاسی تصوّرات اور حکمراں طبقہ کی تشکیل و ترتیب۔ اُن کے فرائض و واجبات۔ اُن کے وظائف اور ذرائع آمدنی اور سماج پر اس طبقہ کے اثرات وغیرہ کا بیان ہے۔ ان کے علاوہ باقی ابواب میں طبقۂ علماء، اُن کے کارنامے۔ حکومت سے اُن کا تعلق۔ اسلامی تصوف اور اس کے مختلف سلسلے اور ادارے اُن کا نظام۔ سماج اور سیاست پر اُن کے اثرات۔ نامور مشائخ و بزرگانِ طریقت کے حالات و سوانح، اس عہد کا مذہبی لٹریچر، مذہبی تصوّرات اور عقائد و افکار کے خاص خاص پہلو۔ علماء کے فرقے اور ان کے مراکز سلطنت میں ہندوؤں کا مرتبہ و مقام۔ جزیہ اور اس کی قانونی و شرعی حیثیت۔ ہندوؤں سے مسلمانوں کے تعلقات حکومت میں اُن کے عہدے اور منصب۔ دیہاتی آبادی، بیرونی ممالک اور ان کی حکومتوں سے تعلقات۔ تجارتی اور ثقافتی روابط۔ ان سب مباحث پر کھل کر داد تحقیق دی گئی ہے۔ ان مباحث کے علاوہ کتاب میں تین ضمیمے جو اس عہد سے متعلق بعض بڑی اہم سیاسی اور تاریخی دستاویزات پر مشتمل ہیں اور بعض فوٹو بھی ہیں جن میں سب سے اہم مولانا رضی الدین حسن صاغانی کی خود نوشتہ تحریر کا عکس ہے پُوری کتاب کس محنت۔ تحقیق اور کاوش سے لکھی گئی ہے؟ اس کا اندازہ مآخذ کی اس طویل فہرست سے ہوتا ہے جو بائیس صفحات میں پھیلی ہوئی ہے اور جس میں مشرق و مغرب کی زبانوں میں غالباً کوئی مطبوعہ یا غیر مطبوعہ کتاب ایسی نہیں ہے جو فاضل مصنّف کی نگاہ سے بچ رہی ہو۔ شروع میں پروفیسر محمد حبیب کے قلم سے ایک فاضلانہ مقدمہ ہے۔ اور اس کا پیش لفظ آکسفورڈ یونیورسٹی کے ڈاکٹر سی۔ کولن۔ ڈیوس نے لکھا ہے۔ موصوف نے کتاب کی اہمیت اور مصنف کے تاریخی نقطۂ نظر کا جائزہ لیتے ہوئے بالکل بجا